اور دوسری خبرگیری اور اطلاعات کی فراہمی کی مہم تھی۔ اگرچہ نویں مہم کے بارے میں مغازی نے تصریح نہیں کی ہے کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ تاہم اندازہ یہی ہوتا ہے کہ ینبوع کے لوگوں سے دوستی اور معاہدہ مقصود ہوگا۔ جس طرح کہ دسویں مہم میں غفار واسلم سے ہوا تھا۔

ماخذ کے بیانات میں بلاشبہ یہ افتتاحی کلمہ ملتا ہے کہ آپ یا آپ کی بھیجی ہوئی مہم قریش یا قریش کے کارواں یا کارواؤں کے ارادے سے نکلی۔ لیکن ان بیانوں میں استقامت و یکسانیت نہیں ہے۔ کہیں قریش کے ساتھ بعض بدوی قبیلوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور کہیں آپ کے یا مہم کے محرک و مقصد کا بیان نہیں ہے صرف درمیان کلام میں قریش کا یا قریشی کارواں کا ذکر ملتا ہے اور کہیں قریشی کارواں یا قریش کا ذکر شروع میں تو آگیا ہے لیکن پھر بعد میں ان کا کوئی حوالہ ہے اور نہ ذکر۔ اس کے علاوہ ماخذ کے بیانات اس ضمن میں ایک دوسرے سے اگر متصادم نہیں ہیں تو مختلف ضرور ہیں۔ پہلی مہم سریہ العیص کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے جامع، واقدی اور ان کے شاگرد، بلاذری، یعقوبی اور ابن اثیر نے کسی محرک کا ذکر نہیں کیا ہے اور جہاں قریشی کارواں کا ذکر ہے وہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مہم جب اپنی منزل مقصود پہ پہنچی تو اس کا وہاں ایک قریشی کارواں سے سامنا ہو گیا۔ صرف طبری ایسے مورخ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مہم اس لیے ترتیب دی گئی تھی کہ قریشی کارواؤں کے سامنے ہو جائے۔ (لیعترض لعیرات قریش)۔ دوسری مہم کے بارے میں کسی مورخ نے بھی دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ قریش یا قریشی کارواں کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ قریشی کارواں سے اس کا سامنا پہلی مہم کی طرح اتفاقاً ہو گیا تھا۔ اس مہم کے سلسلے میں اس کے ایک شریک حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان کہ قریشی کارواں پر چھاپہ مارنے کی ان کی تجویز سے کسی نے اتفاق نہیں کیا تھا بڑا اہم ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ بنیادی طور پر اس کا مقصد چھاپہ مارنا ہرگز نہ تھا۔ تیسری مہم کے سلسلے میں ماخذ کو دو طبقوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ ایک طبقہ جس میں ابن اسحاق ابن ہشام، یعقوبی شامل ہیں کسی قریشی کارواں کا ذکر کرتا ہے نہ قریش کا حوالہ دیتا ہے۔ جبکہ واقدی اور ان کے دو تین متبعین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت سعد کو خرار اس لیے بھیجا تھا کہ وہاں سے ایک قریشی کارواں گذرنے والا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب کیوں کر لیا جائے کہ اس سے مراد چھاپہ مارنا تھا۔ اس کا مقصد ان کے بارے میں خبریں فراہم کرنا بھی تو ہو سکتا تھا۔ غزوہ ابواء یا ودان کے بارے میں تین نقطہ ہائے نظر ملتے ہیں۔ ابن اسحاق اور ان کے متبعین کا خیال ہے کہ آپ قریش اور بنو ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ارادے سے نکلے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ارادہ کیا ہے۔ کیا دونوں کے بارے میں ایک ارادہ تھا یا الگ الگ۔ البتہ واقدی اور ان کے دو پیرو کاروں کا بیان ہے کہ قریشی کارواں کا سامنا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ تیسرا نقطہ نظر یعقوبی کا ہے اور وہ مکمل سکوت ہے۔ دوسرے غزوہ بواط کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ آپ کا مقصود قریش تھے جبکہ واقدی اور ان کے متبعین نے مقصود کاروانِ قریش کو روکنا بتایا ہے۔ یعقوبی پھر خاموش ہیں۔ اس نوع کی آخری مہم کے بارے میں ابن اسحاق کے مکتبِ فکر کا خیال ہے کہ آپ قریش کے ارادے سے، اور واقدی کے مکتبِ فکر کے مطابق کاروانِ قریش پر چھاپہ مارنے کے لیے نکلے تھے۔ سریہ نخلہ کے بارے میں کسی بھی مورخ نے اپنا تبصرہ نہیں کیا ہے کہ اس کا محرک کیا تھا۔ ان دونوں مکاتبِ فکر کے مطابق قریش یا قریش کے کارواں کی نگرانی اور خبر گیری کرنا تھا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ان مہموں میں سے صرف بواط اور ذو العشیرہ کے بارے میں واقدی اور ابن سعد نے کھل کر کہا ہے کہ ان کا مقصد مکہ کے کارواں کو روکنا تھا لیکن کسی اور سریہ یا غزوہ کے بارے میں ایسا واضح بیان نہیں ہے۔ ماخذ میں اس کے لیے جو افعال استعمال ہوئے ہیں وہ بڑے دلچسپ ہیں اور ان میں کسی کے معنی لوٹنے، چھاپہ مارنے کے نہیں ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کے معنی لوٹ مار کے کیونکر لئے گئے ہیں۔[۱۸۶] اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ماخذ کی داخلی شہادتوں سے بھی ان مہموں کا مقصد لوٹ مار، مالِ غنیمت حاصل کرنا یا قریش کو اشتعال دلانا اور ان کی تجارت کے لیے خطرہ پیدا کرنا ثابت نہیں ہوتا۔

—(جاری)—

سیرت شیخ بوعلی سینا کے بعض پہلو

"القانون فی الطب" کی روشنی میں

(۴)

از: مولانا حکیم محمد زماں حسینی صاحب۔ کلکتہ

۵:۔ کتاب اسرار التوحید میں مذکور درج ذیل واقعہ بھی شیخ بوعلی ابن سینا کی طہارت سیرت کی تائید میں اور عیب مے گساری کے خلاف انتہائی زبردست دلیل ہے۔

"خواجہ بوعلی (ابن سینا)، با شیخ (ابوسعید) درخانہ شد و درخانہ فراز کردند و سہ شبانہ روز بایک دگر بودند بخلوت، و سخن می گفتند کہ کس ندانست، و نیز بہ نزدیک ایشاں نیامد مگر کسے کہ اجازت دادند و جز بنماز جماعت بیروں نیامدند بعد سہ شبانہ روز خواجہ بوعلی برفت شاگرداں از خواجہ بوعلی پرسیدند کہ شیخ (ابوسعید) چگونہ یافتی؟ گفت ہرچہ من دانم او می بیند و متصوفہ و مریدان شیخ (ابوسعید) چوں بنزدیک شیخ (ابوسعید) درآمدند از شیخ (ابوسعید) سوال کردند کہ ای شیخ (ابوسعید) بوعلی را چوں یافتی؟ گفت ہرچہ ما می بینم او می داند ؏ (از منتخب اسرار التوحید از آقائے بہمنیار طبع ایران ص۹)

؏ اس حکایت کا ابتدائی حصہ یوں ہے:
یک روز شیخ ما ابوسعید قدس اللہ روحہ العزیز در نشاپور مجلس می گفت خواجہ ابوعلی سینا رحمۃ اللہ از در خانقاہ شیخ درآمد و ایشاں ہر دو پیش ازاں یک دیگر را ندیدہ بودند اگرچہ میان ایشان مکاتبت بود چوں بوعلی از در درآمد شیخ روی بوی کرد، و گفت حکمت دانی آمد، خواجہ بوعلی درآمد و نشست، شیخ بسر سخن شد و مجلس تمام کرد و از تخت فرود آمد و درخانہ شد، و خواجہ بوعلی با شیخ درخانہ شد و درخانہ فراز کردند۔ الی آخر۔۔۔
(منتخب اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید رحمۃ اللہ علیہ فصل دوم ص۹ طبع طہران)

یعنی شیخ ابوعلی ابن سینا اور شیخ ابوسعید ابن ابوالخیر صوفی (دونوں دوست) تین شبانہ روز ایک مکان میں خلوت گزیں ہو گئے اور اس طرح باہمی راز و نیاز میں مشغول رہے کہ کسی کو اسکی خبر اور بھنک بھی نہیں لگی۔ کوئی شخص بلا اجازت خلوت کدہ میں نہیں آسکتا تھا یہ دونوں صاحبان صرف نماز جماعت کی حاضری کیلئے باہر نکلتے تھے۔ اس مدت کے بعد شیخ بوعلی ابن سینا رخصت ہو کر اپنے مستقر پر چلے گئے، تلامذہ نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک شیخ ابوسعید صوفی کا مقام معرفت کیا ہے؟ جواب میں شیخ نے فرمایا کہ جن حقائق کا میں بواسطہ علم ادراک رکھتا ہوں ان کو صوفی ابوسعید اپنی باطنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں یعنی وہ صاحب بصیرت بزرگ ہیں —— اسی طرح شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان باصفا نے سوال کیا کہ حضرت والا نے شیخ بوعلی سینا کو کس مقام معرفت پر پایا؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ جن حقائق باطنی کا میں مشاہدہ کر رہا ہوں بوعلی ابن سینا ان حقائق باطنی سے آگاہ اور واقف ہیں —— اس واقعہ نے یہ صاف کر دیا کہ شیخ اور صوفی ابوسعید میں یگانگت و محبت[ع] کی یہ وارفتگی پاکیزگی فکر و نظر اور طہارت کردار پر مبنی ہے، اور شیخ بوعلی کم از کم دینداری کا وہ اعلیٰ درجہ ضرور رکھتے تھے کہ خلوت کدہ شیخ ابوسعید میں تین شبانہ روز رازدارانہ اور تلاش حقائق کی پرکیف زندگی گذار سکے۔ اور اس کیف و بے خودی کی مجلس شبانہ روز میں بھی نماز باجماعت کا احترام ملحوظ خاطر رہا اور اس نے اس کی پابندی لازمی جانی —— شیخ کے جس مقام رفیع کی نشاندہی یہ واقعہ کر رہا ہے اس کے معاملہ میں روایت مے گساری کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

۲: تتمہ صوان الحکمہ دوسری کتب حوالہ میں زمانہ کے اعتبار سے مقدم ہے اس میں اوّل، اول لفظ نبیذ منقول ہے جس سے متبادر سادہ شربت ہوتا ہے، بعد کو...... اس کے بجائے لفظ شراب کا منقول ہونا

ع شیخ الرئیس اور شیخ ابوسعید رحمہما اللہ کی باہمی صداقت و مودت کا آغاز اسی شناسائی ہم کلامی اور ملاقات سے ہوتا ہے جبکا شہرہ بعد کو ہوا، اسی دوستی کا ذکر صاحب عیون الانباء نے جلد دوم ص۹ پر یوں کیا ہے تحریر فرماتے ہیں " ومن کلام الشیخ الرئیس وصیۃ اوصی بہا بعض اصدقائہ، وھو ابوسعید بن ابی الخیر الصوفی "

کاتبوں کی تصحیف یا قصداً تحریف ہے۔ بہرحال اس لفظ سے فوراً ذہن نشہ آور مشروب کی طرف جاتا ہے اور اس نے بے جا شہرت حاصل کرلی۔ مگر قرائن و دلائل مذکورہ سے قطعی طور پر یہ ثابت ہے کہ اس جگہ اگر لفظ نبیذ ہی مانا جائے تب بلا شبہ سادہ شربت ہی مراد ہے۔

۷: علماء شیراز کے جواب کے سلسلہ میں ابوعبید جوزجانی نے " وصلینا العشاء وقدم الشمع " میں جو تفصیل دی ہے اس پر دوبارہ نظر ڈالئے اور فیصلہ کیجئے کہ واقعی یہ ممکن ہے کہ شراب مسکر فوراً نماز عشاء کے بعد پی جاتے اور سگے بھائی محمود اور چہیتے شاگرد ابوعبیدہ کی بھی اس میں شرکت ہو...... کس قدر بے حیائی کی بات ہے؟ لیکن نبیذ مشروع کی صورت میں معاملہ یکسر بدل جاتا ہے بلکہ اس میں شیخ کی دینداری کی جھلک غیر معمولی خوبصورتی سے اور طالبان علم کے لئے مہمیز شوق کا سامان محسوس ہوتا ہے اسی طرح شبینہ مجلس درس کی روداد میں مجلس مے گساری کا تذکرہ اس طریقے پر کہ عام طالبان علم کی بھی شرکت ہوتی تھی اور شراب نوشی کی جاتی تھی، فہم و دانائی سے دور ہے ـــــ لیکن انہیں مواقع میں حلال نبیذ یا پاک مشروب مراد لینے کے بعد یہ استبعاد ختم ہوجاتا ہے ـــــ بلکہ قرائن کا تقاضہ یہ ہے کہ قطعیت کے ساتھ یہی مراد لیا جائے ـــــ رہا مزامیر اور مغنیوں کی حاضری سے لذت اندوز ہونا شرعاً قابل مذمت عمل نہیں ہے، ہاں اگر گانے والیاں ہوتیں تب ضرور اس میں قباحت ہوتی لیکن یہ واقعہ ہے کہ دامن شیخ کا تقدس ـــــ مغنیات اور اجنبیات کی ناپاک مجالست سے محفوظ ہے۔

۸:۔ صاحب تتمہ کی یہ عبارت " وکان الحکماء المتقدمون .... تا ... من کان بعدہٗ.... شیخ کے خلاف مخاصمت مذہبی کا مظاہرہ اور اہتمام ہے۔ کیا محض لفظ نبیذ کی بنا پر فیصلہ کیا جائیگا؟ جبکہ یہ اپنے معنی خمریت یا سکریت میں قطعی نہیں ہیں۔ بلکہ اس جگہ وزنی قرائن اس کے خلاف موجود ہیں پھر تعجب ہے کہ وہ زہد اسلامی جو شیخ میں صاحب تتمہ کو دکھائی نہیں دیتا وہ قبل از اسلام حکماء میں موجود نظر آتا ہے جبکہ اسلامی پیمانہ پیغمبر اسلام کا عطیہ ہے۔ قبل اسلام یہ مے گساری بعض حکماء میں ثابت ہے اور اس عہد کے اعتبار سے ان کی جلالت شان عبادت بھی مسلم ہے۔ مثال کے طور پر

جالینوس کو پیش کرتا ہوں اس کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے " وحکی جالینوس عن نفسہ انہٗ کان یعیبہٗ الفواق عند تناولہ الفلافلی ثم الشراب للشراب بعدہ لتاذی فم المعدۃ بالحدۃ (القانون جلد دوم صفحہ بحث صرع) — جالینوس اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب کبھی میں فلافلی (یعنی وہ مرکب جس میں فلفل سیاہ، فلفل سفید فلفل دراز پڑی ہو) کھانے کے بعد شراب پی لیتا ہوں تو اس کے بعد فوراً ہی مجھے ہچکی آنے لگ جاتی ہے اس لیے کہ فلافلی سے فم معدہ میں سوزش پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔

صاحب تتمہ نے مزید ظلم یہ کیا کہ عہد شیخ کے بعد کے تمام مے نوش اطباء و حکماء کا سرغنہ و رہبر شیخ کو قرار دیا ہے.... فیا للعجب — یہ کس فہم و شعور کے حکماء اور اطباء ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں شیخ بو علی سینا کے سپرد کر دیں ہیں — حد ہو گئی۔ شیخ کی پاک ازدواجی زندگی کو بھی نشانۂ ملامت بنایا ہے اور اس سلسلہ میں — " وکان مشغوفاً بشراب الخمر و استفراغ القوی الشوانیۃ " جیسے کریہہ الفاظ شیخ کے بارے میں استعمال کر کے اپنی ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ..... شیخ رات دن مے نوشی اور شہوت رانی میں ڈوبا رہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ شیخ سے عداوت کا مظاہرہ ہے۔ سہ

فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ — ولکن عین السخط تبدی المساویۃ

اسی سلسلہ میں ایک عقیدت مند کے جلے الفاظ گانہیں چنانچہ ابو عبیدہ جوزجانی فقیہ تلمیذ شیخ کہتا ہے —
" وکان الشیخ قوی القوی کلھا وکانت قوۃ المجامعۃ من قواہ الشہوانیہ اقوی واغلب وکان کثیراً ما یشتغل بہ فاثر فی مزاجہ " (عیون الانباء صفحہ جلد ثانی) - یعنی خلقی طور پر شیخ کے تمام قوی جسمانی میں غیر معمولی توانائی تھی جس کے نتیجہ میں قوت شہوانی فطری بناوٹ کی بنا پر اس میں حد سے سوا تھی۔ اضطراراً شیخ اس کے تقاضے پورے کرتا اور اس کے اثرات نے اسکو سرعت کے ساتھ کمزور کر دیا (اور امراض مہلکہ میں مبتلا ہو کر تھوڑی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہوگیا ورنہ دنیائے علم و حکمت کو یہ گوہر شب چراغ اور بھی بیش از بیش تابانی بخشتا)

غور کرنے کی بات ہے کہ اس عمل اضطرار" میں شیخ کی یکسماری کی کوئی جھلک بھی ہے؟ اس یہ عمل ہے کہ اور یش کوشی کا کرشمہ ہے؟..... یا فطری قوت کا اضطراری ثمرہ ہے؟ — الغرض صاحب ترجمہ کی یہ تنقید مبنی بر انصاف و حقیقت نہیں ہے بلکہ مخاصمت مذہبی کا مظاہرہ ہے!

دراصل شیخ کی عبقریت نے جب بعض علمی یا اسلامی اعتقادی مسائل میں انفرادیت اختیار کی تو حکماء اور علماء اسلام کی طرف سے مخالفانہ یورشیں شروع ہوئیں اور تان اسیر ٹوٹی کہ شیخ بعض عقائد فاسدہ کی بنا پر کافر ہو گیا چنانچہ جن، جن افراد کے ہاں اس کا کفر مسلم ہو گیا ان لوگوں کے ہاں اس کی نبیذ نوشی، مئے نوشی قرار پائی۔ تاکہ شیخ کی فاسقانہ زندگی اس کے عقیدۂ کفر کے لیے بنیادی زینہ کا کام دے سکے۔ پھر زوروں پر اسکی ایسی تشہیر کی گئی کہ شیخ اور مئے نوشی لازم ملزوم کے درجہ کی چیز ہو گئی لیکن ایسے علماء بیدار جن کی باریک بیں نگاہوں نے اس دام فریب کا شکار ہونے سے ان کو محفوظ رکھا۔ ان لوگوں نے شیخ کے بارے میں محتاط روش اختیار کی۔ انہیں میں قاضی ابن خلکان صاحب وفیات الاعیان بھی ہیں جنھوں نے شیخ کے ساتھ علمی اور دینی انصاف کا مظاہرہ کیا۔ شیخ کے تذکرے میں انھوں نے دو کام کیے ہیں۔ (۱) مئے نوشی اور اس سے متعلق کل باتیں جو تتمہ وغیرہ میں مذکور ہیں انہیں بالکل حذف کر دیا۔ اپنے قلم سے انھوں نے اسکی تردید کی بھی ضرورت نہیں محسوس کی (۲) نیز نہایت ہی مناسب انداز میں شیخ کے لیے ستائشی کلمات تحریر فرماتے ہیں چنانچہ شیخ کی نیک کرداری کا مفصل تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا" وکان نادرۃ عصرہ فی علمہ وذکائہ وتصانیفہ۔" چند سطروں کے بعد یہ تحریر کیا ہے" وھو احد فلاسفۃ المسلمین" یعنی شیخ علم وذہانت اور تصانیف میں یگانۂ روزگار تھا۔ اور مسلمان فلاسفہ میں ایک فرد کامل تھا۔ (وفیات الاعیان جلد اول ص۱۵۲) مگر قاضی صاحب کا یہ منصفانہ فیصلہ بعض علماء کو کس قدر گراں ہے، ملاحظہ ہو" قال ابن الاھدل قال الیافعی طالعت کتابہ الشفا (وما اجدرہ بقلب الفاء قافا) لاشتمالہ علی فلسفۃ لاینشرح لھا قلب متدین واللہ اعلم بخاتمتہ وصحۃ توبتہ — وقد کفر الغزالی فی کتابہ المنقذ من الضلال وقال ابن الصلاح

لم یکن من علماء الاسلام بل کان شیطانا من شیاطین الانس و اثنی علیہ ابن خلکان انتہی کلامہ (شذرات الذہب جلد ثالث ص۲۳۴) - ابن اہل نے یافعی کی یہ بات نقل کی ہے کہ میں نے ابن سینا کی کتاب شفاء کا مطالعہ کیا، اس کی باتیں کسی دیندار قلب میں اثر نہیں رکھتیں۔ بہت ہی مناسب ہے کہ شفاء کے فاء کو قاف سے بدل دیا جاتے۔ اس کے مصنف کا خاتمہ ایمان اور صحت تو یہ خدا ہی کو معلوم ہے۔ امام غزالی نے تو اپنی کتاب منقذ من الضلال میں اس شخص کی تکفیر کی ہے اور ابن صلاح نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ابن سینا انسانی شیطانوں میں سے ایک بڑا شیطان ہے یہ شخص علماء اسلام میں سے نہیں ہے ـــــ ان تصریحات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ شیخ ابوعلی ابن سینا مناقشات مذہبی کی بنا پر ہدف ملامت بنا حتی کہ کفر و سیلنت کا لبادہ اس پر ڈال کر اسکی قبا، ایمان و حکمت کی دھجیاں اڑا دی گئیں ـــــ اس مذہبی نفرت نے شیخ کے نبیذ کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا اور اسکی پاکیزگی کو نجاست میں بدل کر "خمر" بنادیا۔ مگر قاضی ابن خلقان پر اپنے محترم استاد الحافظ المحدث ابن صلاح کی تصریح کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا، نہ امام غزالی کی جلالت شان نے مرعوب کیا چنانچہ وہ ابن سینا کو اپنی تحریر میں ان "مسلمان فلاسفہ" میں شمار فرماتے ہیں جو نیکوکار تھے جیسا کہ میں نے ابھی انکی رائے نقل کی ہے۔

مشہور ناقد محمد محی الدین عبدالحمید نے وفیات الاعیان کے ابتدائیہ میں ابن خلکان کے بارے میں یہ بات صحیح لکھی ہے کہ وھو حین ینقل عن الکتب المصنفۃ لا یقف عند النقل ویلقی عہدتہ علی صاحبہ، شان کثیرٍ من المصنفین ولکنہ یزن الکلام ویتخلہ فان شک فیہ ولم یقع منہ موقع القبول عقّبہ بقولہ (وفی النفس من ھذا الکلام شئ انا اکرہ) فان لم یکن الکلام ظاھر البطلان وکانت ثمۃ روایۃ اخری وازن بین الروایتین وصحح کلام اوثقھما واحفظھما کقولہ نقل الحاکم اصح وما اشبہ ذالک من العبارات (وفیات الاعیان مقدمہ ص۱۰ جلد اول) ـــــ خلاصہ یہ ہے کہ مصنفین سابقین کی باتیں ابن خلکان چھان پھٹک کر

تاب تول کر نقل کرتے ہیں، قابل ترک کو چھوڑتے ہیں۔ شیخ کے بارے میں بھی ان کی یہی حالانا صحافہ روش ہے۔ انھوں نے اس سلسلہ کی لغویات اور حشویات نکال کر صرف صحیح باتیں لے لی ہیں۔

شیخ عبد القادر حنفی (متوفی ۷۷۵ھ) نے شیخ ابو علی ابن سینا کو فقہائے حنفیہ میں شمار کیا ہے اور قاضی ابن خلقان کے الفاظ دہرائے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں "وکان نادرۃ عصرہ فی علمہ وذکائہ وتصانیفہ" انھوں نے ابن ماکولا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابوبکر زاہد کا خیال ہے کہ شیخ کی تو بہت سی کرامتیں بھی مشہور ہیں۔ تحریر کرتے ہیں قال ابن ماکولا عن الامام ابی بکر الزاہد لہ کرامات مشہورۃ (ص۲۵ جواہر المفیہ فی طبقات الحنفیۃ)۔

شیخ کے بارے میں علامہ شہرستانی کے خیالات بھی قابل توجہ ہیں انھوں نے فلاسفہ اسلام ایک فہرست ملل و نحل میں دی ہے اس میں شیخ کے بارے میں لکھا ہے کہ شیخ الرئیس فلاسفہ اسلام کا سرتاج ہے اسکی عالمانہ اور فلسفیانہ باتیں نہایت دقیق و عمیق ہیں اور جملہ علوم و حکمت کو حاوی مشہور مثل "کل الصید فی جوف الفرا" کے مصداق ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی مصری نے تاج الدین محمد بن عبد الکریم الشہرستانی کی کتاب الملل والنحل سے یہ باتیں یوں نقل کی ہیں "لما سرد اسامی فلاسفۃ الاسلام فقال وعلامۃ القوم ابو علی ابن سینا کان طریقتہ ادق ونظرہ فی الحقائق اغوص وکل الصید فی جوف الفرا" (لسان المیزان للحافظ ابن حجر جلد ثانی صفحہ ۲۹۳)۔

علامہ ابن حموی فقیہ شافعی نے صراحت کی ہے کہ فلاسفہ میں سے کسی کا بھی وہ زینہ نہیں ہے جس مرتبہ پر ابن سینا فائز ہے ۔۔۔ حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں " وقال ابن الحموی الفقیہ الشافعی شارح الوسط فی کتابہ 'الملل والنحل' لم یعنم احد من ھؤلاء الفلاسفۃ یعنی فلاسفۃ الاسلام مقام ابی نصر الفارابی وابی علی ابن سیناء" (لسان المیزان ج ثانی صفحہ ۲۹۳)۔

۵:۔ محدث جلیل حافظ ابن حجر عسقلانی کی اپنی ذاتی روش بھی شیخ کے بارے میں ہمدردانہ ہے

جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ ابن سینا کی وہ عقیدت ہے جو القانون میں بعض مقامات پر شیخ کے قلم سے حافقاً کونظر آتی ہے چنانچہ دوسرے حضرات کی نا قدانہ رائیں نقل کرنے کے بعد اپنے ہمدردانہ رجحان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں "وقال ابن سینا فی الکلام علی بعض الادویۃ ھو کما قال صاحب شریعتنا صلی اللہ علیہ وسلم (لسان المیزان جلد ثالث صفحہ ۲۹۳) حافظ ابن حجر کی یہ تحریر اظہار ترحم کے لئے ہے جس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حافظ ابن حجر شیخ کے ساتھ ہمدردانہ روش اختیار کرنیکے لئے دوسرے حضرات کو بھی اس بنیاد کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جس بنیاد نے ان میں نرمی پیدا کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو لسان المیزان۔

۶۔ علامہ ابن خلدون کی تصریحات میں نے تمہید مقالہ میں نقل کر دی ہیں دوبارہ ان پر نظر ڈالی جائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ کا "قدحًا من النبیذ" اور "قدحًا من الشراب" مناقشات علمی کا نشانہ بنا اور شیخ کے خلاف کفر و فسق کی خوب، خوب تشہیر ہوئی ورنہ ان قرائن و دلائل قویہ کی روشنی میں جو میں نے اصل مقالہ اور اس ضمیمہ میں نقل کیے ہیں یہ حقیقت واضح ہے کہ بلا نشہ کا نبیذ اور سادہ مشروب شیریں شیخ نے استعمال کیا ہے اسی سے اس کی وہ تھکن دور ہو جاتی اور ضعف و اضمحلال اور غلبۂ نوم کا کسل ختم ہو کر از سر نو توانائی لوٹ آتی جس کی خاطر وہ اس مشروب کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔

ایک غلطی پر تنبیہ

عہد حاضر کے دو قابل ذکر طبیبوں نے مشروب شیخ کا ترجمہ سادہ پانی کیا ہے۔ چنانچہ (۱) حکیم ڈاکٹر جیلانی مرحوم لاہوری نے اپنی معرکۃ الآراء اردو تصنیف "تاریخ الاطباء" کے صفحہ ۱۸۲ پر تحریر فرمایا ہے "راتیں جاگ کر کتب بینی میں بسر کر دیا کرتا تھا، نیند غالب آتی یا تکان محسوس ہوتا تو پانی پیتا تھا اور تازہ دم ہو کر پھر کتاب دیکھنے لگتا"

(۲) حکیم سید علی احمد نیر واسطی بجنوری ہندی حال مقیم لاہور نے تحریر فرمایا ہے وہ (شیخ) شبانہ روز کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہتا تھا جب تھک جاتا تو، تھوڑا سا پانی پی لیتا اور پھر مطالعہ

شروع کردیتا ہے (حواشی طب العرب ترجمہ انڈین مڈیسن از براؤن صفحہ ۲۹)

لیکن ان حضرات کی یہ رائے دو وجہوں سے غلط ہے۔ اول: لفظ شراب کا ترجمہ گو پانی کیا جاسکتا ہے مگر پانی کا خاصہ بے ستی پیدا کرنا۔ شیخ کی ضرورت اس سے نہیں پوری ہوگی اس لیے موقع کے اعتبار سے غلط ہے۔ دوم لفظ نبیذ کا ترجمہ سادہ پانی کس طرح کیا جائے گا جبکہ یہ لفظ بھی بہ سلسلہ شیخ منقول ہے۔ بلکہ قدیم تر مآخذ تتمہ میں اصل لفظ ہی نبیذ ہے اور لفظ شراب کا تذکرہ بھی ہے ۔۔۔ گو یہ حقیقت قابل قدر ہے کہ ان حضرات کو بھی شیخ کی مے گساری کی کہانی سے اتفاق نہیں ہے جس کی بناپر ان حضرات نے زیر نقد ترجمہ کی ضرورت محسوس کی۔

ایک عجیب توجیہ :-

ایک اور غلطی پر تنبیہ

حکمائے اسلام میں ایک مشہور فلسفی شخص ابوسلیمان محمد بن طاہر سجستانی (متوفی ۳۷۵ھ) مصنف صوان الحکمۃ گذرے ہیں ان کا ذکر صاحب الملل والنحل، عبدالکریم شہرستانی نے فلاسفہ اسلام میں (صفحہ ۳۶۵ ترجمہ فارسی مطبوعہ ایران)، اور ابن ابی اصیبعۃ صاحب عیون الانباء (جلد اول صفحہ ۳۲۵) نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہ شخص ابن ندیم صاحب کتاب الفہرست کا استاد ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور صفحہ ۲۲۸) اس (سجستانی) کے تذکرے میں صاحب نزھتہ الارواح نے لکھا ہے "وکان یتناول من الشراب المختلف فیہ علی مذھب ابی حنیفۃ لکونہ حنفیاً" (نزہتہ الارواح جلد ثانی صفحہ ۹۱) یعنی ابوسلیمان سجستانی چونکہ حنفی ہے اس لیے فقہ حنفی کی رو سے بعض مشروبات مسکرہ کے استعمال کرنے کی فقہی گنجائش سے فائدہ اٹھاتا تھا اور پیتا تھا ۔۔۔ یہ شخص ابن سینا سے پہلے گذرا ہے اس لیے بعض آدمیوں کی رائے ہے کہ ممکن ہے کہ شیخ بوعلی ابن سینا بھی اسی طرح کی فقہی گنجائش سے فائدہ اٹھاتا ہو۔۔۔ مگر میری اپنی رائے میں یہ بات غلط ہے کیونکہ شیخ کے جس مذہبی مزاج کا "القانون" کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے نیز وصیت نامہ کے جو الفاظ ہیں اور جو دوسرے قرائن ہیں نے نقل کیے ہیں۔ ان کی روشنی میں اس خیال کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔

خاتمہ کلام پر اس حقیقت کا اظہار نہایت ضروری ہے کہ مولف تتمہ، فرقہ شیعہ امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نزدیک "مطلق نبیذ" بحکم خمر ہے۔ اسی لیے انھوں نے تتمہ کی عبارت منقولہ میں لفظ نبیذ نقل کرنے کے بعد بین القوسین اپنا فیصلہ صادر کیا ہے کہ (وکان الحکماء المتقدمون- الی آخرہ)۔ اور ان کے انہیں کلمات نے شیخ بوعلی سینا کے خلاف مئے گساری کی روایت کی بنیاد ڈالدی جو عام مولفین اور مصنفین کی کتابوں میں نقل ہوتی گئی یہاں تک کہ اس کے خلاف سوچنے کی بھی ضرورت کسی کو نہیں محسوس ہوتی۔

ان کی شیعت کی شہادت سید اعجاز حسین کنتوری کی کتاب "کشف الحجب والاسار" مہیا کرتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں صرف امامیہ مصنفین کی کتابوں کا ذکر ہے اس کے دیباچہ میں مصنف نے لکھا ہے "ھذا الکتاب المسمی بکشف الحجب والاستار عن احوال الکتب والاسفار ذکرت فیہ الکتب التی صنفھا الامامیہ اعلی اللہ کلمتہ فی البریۃ۔" پھر اس مصنف نے اپنی اس کتاب میں مولف تتمہ کی بھی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے "تلخیص مسائل الذریعۃ للمرتضیٰ فی اصول الفقہ- لابی الحسن زید البیھقی نزیل خراسان۔" (کشف الحجب والاستار مطبوعہ ایشائک سوسائٹی کلکتہ صفحہ ۱۱۲)۔ اس طرح مؤلف تتمہ کی شیعیت کا ثبوت مہیا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ نبیذ کے بارے میں فرقہ شیعہ کے اس عقیدہ کی صراحت علامہ تفتازانی نے کی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں: "تعدم تحریمہ من قواعد اھل السنۃ خلافاً للروافض۔" یعنی نبیذ غیر مسکر کی حلت اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ البتہ شیعہ حضرات اسکی حرمت کا

---

(۱) وکذالک النبیذ فانہ کالخمر حکماً واحداً وان لم یکن من شانہ الاسکار (فقہ الامام جعفر الصادق عرض و استدلال، الجزء السادس صفحہ ۲۹۱)

(۲) اما النبیذ والفقاع فانہما حرام علیٰ کل حال، حتیٰ مع عدم الاسکار لتعلق النص بہما (حوالہ مذکورہ بالا)

(۳) واجتمعت الطائفۃ المحقۃ علی انہ لافرق بین الخمر والنبیذ فی شئ من الاحکام لافی شرب الکثیر ولافی شرب القلیل منہ (الاستبصار جلد ثالث صفحہ ۲۱۵) مصنفہ ابوجعفر محمد ابن الحسن الطوسی)